حج کے ثمرات و برکات

اور ان کے حصول کے اسباب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

لاکھوں فرزندانِ توحید فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے حرمین شریفین پہنچ چکے ہیں اور کچھ پہنچنے والے ہیں، رحمتِ خداوندی اور مقاماتِ مقدسہ کے انوارات سے بہرہ مند ہو رہے ہیں، ہر تنگ وکشادہ مقام ومکان سے ’’لبیک اَللّٰھمَّ لبیک‘‘ کی صدائیں گونج رہی ہیں، حجاج کرام عاشق زار کی طرح کعبۃ اللہ کے دیوانہ وار چکر لگا رہے ہیں۔ اس لیے مناسب محسوس ہوتا ہے کہ حج جیسی عظیم الشان عبادت سے بھرپور فوائد، ثمرات، انوارات اور برکات حاصل کرنے کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہے اسے ہدیہ قارئین کیا جائے۔ حجاج کرام کی تربیت کے وقت بہت سی ہدایات اور تعلیمات گوش گزار کرائی جاتی ہیں، یہاں سر دست چند چیزوں کی یاددہانی کرائی جاتی ہے، ان کا لحاظ کرنا ہر حاجی کے لیے ضروری ہے، تاکہ حاجی حج کے فوائد وثمرات بخوبی سمیٹ سکے۔

۱:- شعائر اللہ کا ادب واحترام

حج کے مبارک سفر میں شعائر اللہ اور مقاماتِ مقدسہ کا ادب واحترام بہت ضروری ہے۔ جس طرح مقدس جگہوں پر نیکی کرنے کا زیادہ ثواب ملتا ہے، اسی طرح گناہ کرنے پر بھی زیادہ مواخذہ اور گرفت ہوگی۔ لہٰذا مقاماتِ مقدسہ میں قدم پھونک پھونک کر رکھنا ضروری ہے۔ بیت اللہ مرکزِ تجلیاتِ الٰہیہ ہے۔ بیت اللہ کی عظمت اور مقام ومرتبہ کو خود پروردگارِ عالم نے اپنی مقدس کتاب میں جابجا ذکر

www.banuri.edu.pk

فرمایا اور آنحضرت ﷺ کی احادیث میں اس کی حرمت اور تقدس کا بارہا ذکر موجود ہے۔

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''بارگاہِ قدس کے مرکز تجلیات کا نام بیت اللہ الحرام اور کعبۃ اللہ ہے.........معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ قیام عالم اور بقاء کائنات کا ذریعہ ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا یہ گھر دنیا میں باقی رہے گا دنیا قائم رہے گی اور جس وقت اللہ تعالیٰ شانہٗ اس دنیا کو ختم کرنے کا ارادہ فرمائے گا اس کعبے کو ویران کر دیا جائے گا۔ گویا کعبۃ اللہ اور بیت اللہ میں بقاء عالم کا راز ہے۔ یہ مرکز عالم ہے اور اس مرکز کے ختم ہو جانے کے بعد فناء عالم کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ پھر جس طرح عالم کے ظاہری بقاء کا راز بیت اللہ الحرام کے بقاء میں ہے، ٹھیک اسی طرح روحانی ہدایت ربانی کا سلسلہ بھی اسی بیت اللہ سے قائم ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آسمانی ہدایت وانوار کا فیضان بارگاہِ عرش عظیم سے اس بیت عظیم پر ہوتا ہے اور عالم میں اسی بیت کو منبع ہدایت وچشمۂ ارشاد بنایا گیا ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ'' (آل عمران:۹۶)

ترجمہ: ''بے شک سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور ہدایت جہان کے لوگوں کو۔'' (ترجمہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

بیت المعمور جو ساتویں آسمان پر طواف گاہِ ملائک ہے، اسی کے بالمقابل اللہ تعالیٰ نے روز اوّل ہی سے زمین پر اس مقام کو مرکز تجلیات بنایا اور تاریخ انسانی کے ادوار میں بیت اللہ کی تعمیر ہوتی رہی۔ ملائکہ کرامؑ، انبیاء عظامؑ اور مقربین بارگاہ کے طوافوں، نمازوں، دعاؤں اور نالہ ہائے عشق ومحبت نے اس کو ایسا بقعۂ نور بنا دیا کہ عقل حیران ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عشاق کو نہ طواف سے سیری ہوتی اور نہ دیدار سے، اور بیت اللہ کی یہی معنویت ہے جس کی وجہ سے اسے نمازوں اور نمازیوں کا قبلہ بنا کر مزید بارگاہِ قدس کی تجلیات کا نقطہ ومرکز بنایا گیا۔ اہل بصیرت جانتے ہیں کہ جہاں کوئی ایک صالح اور مقربِ بارگاہ جلوہ افروز ہوتا ہے وہاں رحمت خداوندی اور انوار الٰہی کا نزول ہوتا ہے، پس جہاں فرشتوں، رسل وانبیاءؑ اور مقربین بارگاہ کی دعوات وعبادات، تسبیحات وتہلیلات کا مرکز ہو اس کی برکات کا کیا ٹھکانا! حق تعالیٰ کی رحمت کاملہ کے امیدوار اپنے گناہوں سے توبہ کر کے جہاں عالم کے گوشہ گوشہ سے جمع ہو کر والہانہ انداز میں کبھی آہ وبکا اور گریہ وزاری میں مشغول ہوتے اور کبھی سربسجود ہوتے ہیں، ایسے مقام اقدس کی برکتوں کا کیا کہنا! جس مقام مقدس پر احادیث نبویہ کے مطابق ایک سو بیس رحمتیں

روزانہ نازل ہوتی ہیں، ۶۰ر طائفین کے لیے، ۴۰ر نمازیوں کے لیے، ۲۰ر زائرین ودیدار کرنے والوں کے لیے (شعب الایمان، فضیلۃ الحجر الاسود و المقام و الاستلام، ج:۳، ص:۴۵۴، ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت) اس کی مقناطیسی کشش کا کیا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور جو سعید روحیں تینوں قسم کی عبادتوں سے سرشار ہوں ان کی سعادتوں کا کیا کہنا! الغرض کعبہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا اس عالم میں عظیم ترین مرکز، رحمت ازلیہ کا خزانہ، مغفرت ورحمت کا گہوارہ اور روحانی سیر وسیاحت کرنے والوں کا ربانی مرکزِ ضیافت ہے، جہاں ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق فیض اٹھاتا ہے‘‘۔ (بصائر وعبر، ج:۲، ص:۴۱۰-۴۱۱)

لہٰذا حجاج کرام پر لازم ہے کہ وہ بیت اللہ الحرام اور اسی طرح دیگر شعائر ومقدسات کا ادب واحترام کریں اور ان کی بے ادبی وبے حرمتی سے اپنے آپ کو بچائیں۔

۲:- اخلاص وخلوص

یہ ہر عبادت کی روح اور شرط اول ہے۔ اخلاص کے بغیر حج کے سفر سے محض اپنے آپ کو تھکانے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ نام ونمود، ریاء، دکھلاوے اور شہرت سے ساری محنت ضائع ہوجاتی ہے، اس لیے اس مبارک اور عشق ومستی کے سفر میں صرف اللہ کی رضا کی نیت ہونا لازم اور ضروری ہے۔ علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: ’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نویں تاریخ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات جانے کے لیے منیٰ سے نکلے اور سواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اٹھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر ایک سادہ سا کمبل پڑا ہوا تھا جس کی قیمت صرف چار درہم تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر یہ دعا تھی: ’’**أللّٰھم اجعلھا حجۃ لا ریاء فیھا ولا سمعۃ**۔‘‘..... یعنی ’’اے اللہ! اس حج کو ایسا حج بنادے جو دکھلاوے اور شہرت سے پاک ہو (یعنی خالص آپ کی رضا اس میں شامل ہو)۔ (رواہ الطبرانی، مجمع الزوائد، رقم الحدیث: ۵۳۵۳، ج:۳، ص:۵۰۳)

اس حدیث سے یہ گراں اور قیمتی سبق حاصل ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اس طرح کے نفسانی اثرات سے پاک تھی، پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی دعا فرمائی، تاکہ امت اپنے حج میں اخلاص کا خیال رکھے۔

۳:- حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام

حقوق العباد کی ادائیگی پر شریعت اسلامیہ میں خاصا زور دیا گیا ہے۔ زندگی کے تمام مراحل میں اس بات کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے کہ کسی مسلمان بلکہ کسی انسان کا حق بھی ذمہ میں نہ

www.banuri.edu.pk

رہے، لیکن حج کے سفر میں تو اس کا اہتمام اور زیادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ عبادت کے دوران حقوق العباد کی اہمیت کم لوگوں کے ذہن میں رہتی ہے، لیکن اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حجۃ الوداع کے موقع پر لوگ آرہے ہیں، لوگ آکر اپنی حج کی غلطیاں آنحضرت ﷺ کو بتلا رہے ہیں کہ یہ غلطی ہم سے ہوگئی۔ اللہ کے نبی ﷺ تسلی دے رہے تھے، لیکن اس موقع پر بھی آپ ﷺ نے جس بات پر تنبیہ فرمائی وہ یہی حقوق العباد کا معاملہ تھا۔ صاحب مشکوٰۃ المصابیح نے امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ایک حدیث مبارک نقل کی ہے، ملاحظہ فرمایئے:

''عن أسامة بن شريک قال: خرجت مع رسول الله ﷺ حاجا، فكان الناس يأتوه، فَمِنْ قائلٍ يارسول الله ! سعيت قبل أن أطوف أو أخرتُ شيئا أو قدمتُ شيئا، فكان يقول لا حرج إلا علٰى رجل اقترض عِرُضَ مسلم وهو ظالم، فذٰلک الذی حرج وهلک۔'' (رواہ ابوداود، مشکوٰۃ، باب الحلق، ص:۲۳۳)

ترجمہ: ''حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرنے نکلا، لوگ آپ ﷺ کے پاس آرہے تھے، کوئی کہہ رہا تھا کہ یا رسول اللہ! میں نے سعی طواف سے پہلے کرلی ہے، یا فلاں کام بعد میں کرلیا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے: کوئی حرج نہیں (یعنی ناسمجھی کی وجہ سے کوئی گناہ نہیں) ہاں! اس شخص پر گناہ ہے جس نے کسی مسلمان کی آبرو پر ظلماً ہاتھ ڈالا ہو تو اس پر حرج ہے اور وہی ہلاک ہوا۔''

لہٰذا دورانِ حج حقوق العباد کا خصوصی طور پر لحاظ رکھا جائے۔

۴:- گناہوں سے اجتناب

حج کے انوارات وبرکات حاصل کرنے کے لیے گناہوں سے پرہیز بہت ضروری ہے، اگر خدانخواستہ حج کے سفر میں گناہوں کا ارتکاب کیا جاتا رہا تو اُلٹا وبال اور نقصان کا خطرہ ہے۔ حجاج کرام بعض خطرناک قسم کے گناہوں کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی حساس اور دردمند دل رکھنے والے تھے، حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے حجاج کی چند غلطیوں کو دیکھا تو بہت افسردہ ہوئے۔ ذیل میں حضرتؒ کی ایک تحریر درج کی جاتی ہے، جس میں حضرتؒ نے حجاج کی غلطیوں کا ذکر فرمایا جن سے حجاج کو اجتناب اور پرہیز کرنا لازم اور ضروری ہے، چنانچہ حضرتؒ فرماتے ہیں:

''حج بیت اللہ الحرام.... مسلمان کے لیے یہ فریضہ ادا کرنا گوناگوں برکتوں کا ذریعہ ہے اور حیرت انگیز نعمتوں کا وسیلہ ہے، باوجودیکہ سابقہ مشکلات ختم ہوگئیں اور بہت کچھ

آسانیاں پیدا ہوگئی ہیں، تاہم دور دراز کا سفر ہے، ہزاروں روپے کا خرچ ہوتا ہے، اکثر لوگوں کو زندگی میں ایک ہی مرتبہ جانا میسر ہوتا ہے اور اب بھی بہت کچھ مشکلات اٹھانا پڑتی ہیں، ایسی صورت میں بے حد ضروری تھا کہ مسلمان اس فریضہ کی ادائیگی میں انتہائی احتیاط برتیں، مسائل حج سے کامل واقفیت حاصل کریں، اسی لیے ہر زبان میں مسائل واحکام حج سے متعلق چھوٹی بڑی کتابیں شائع ہوچکی ہیں، تاکہ شرعی قانون کے مطابق صحیح طور پر حج ادا ہوسکے، لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مخلوقِ خدا کا یہ عظیم انبوہ جو ملک کے ہر گوشے سے پہنچ رہا ہے، اکثر و بیشتر اس فریضہ کے احکام ومسائل سے بالکل بے خبر ہے، سنن ومستحبات تو درکنار، فرائض وواجبات سے بھی غافل ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اتنا ہی نہیں کہ محظورات وممنوعات کا برابر ارتکاب ہوتا رہا ہے، بلکہ اور تمام گناہوں تک سے بچنے کا ذرہ برابر اہتمام نہیں ہوتا۔ نمازوں کی ادا کرنے میں تقصیر، جماعت کی پابندی میں کوتاہی، حالانکہ ایک فرض نماز بھی حج سے بدرجہا زیادہ اہمیت رکھتی ہے، اگر بغیر عذرِ شرعی ایک نماز بھی قضا کی تو حج قبول ہونے کی توقع مشکل ہوجاتی ہے۔ سفر میں خصوصاً احرام باندھنے کے بعد بجائے تلبیہ کہنے اور ذکر اللہ کرنے کے عام طور پر غیبتیں کرتے ہیں، بکواس بکتے رہتے ہیں، نہ زبان پر قابو، نہ نگاہ پر قابو، نہ ہاتھ پاؤں پر، بلکہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ مسجد حرام میں بیٹھے ہیں، نماز کا انتظار ہو رہا ہے اور فضولیات بک رہے ہیں، غیبت میں مبتلا ہیں، حالانکہ زندگی کے اس عظیم مرحلے پر پہنچ کر تو تمام اوقات عبادت اور توبہ واستغفار، انابت الی اللہ سے معمور ہونے چاہئیں، تاکہ ان مقدس مقامات کی برکات سے مالا مال ہوں، گناہوں سے پاک وصاف ہوکر ایسے واپس ہوں جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے ولادت ہوئی ہے، دنیا میں دوبارہ آئے ہیں۔

بعض حضرات مستحبات وآداب میں تو غلو کرتے ہیں، لیکن فرائض وواجبات میں تقصیر کرتے رہتے ہیں، اور دورِ حاضر کے اکثر حجاج کو دیکھ کر تو یہ شبہ ہوجاتا ہے کہ شاید کسی میلہ یا تماشہ کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں۔ عورتوں پر پردہ فرض ہے مگر حرمین شریفین میں پہنچ کر اکثر عوتیں بلکہ ۹۹ رفیصد برقع پوش عورتیں بھی برقع پھینک کر بے حجاب ہوجاتی ہیں اور اس طرح گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوتی ہیں، نہ صرف بے حجاب بلکہ بسا اوقات نیم عریاں لباس میں بیت اللہ کا طواف کرتی ہیں اور افسوس اس کا ہے کہ نہ شوہر اور نہ ان کے محرم حضرات اس بے حجابی کو روکنے کی تدبیر کرتے ہیں، نہ حکومت کی طرف سے اس پر کوئی پابندی عائد کی جاتی ہے۔ بے محابا مردوں کے درمیان گھستی ہیں، حجر اسود کو بوسہ

دینے کے لیے مردوں کی دھکا پیل میں جان بوجھ کر گھستی ہیں اور پستی ہیں، اجنبی مردوں کے ساتھ شدید وقبیح اختلاط میں مبتلا ہوتی ہیں۔ یہ سب حرام ہے، گناہ کبیرہ ہے۔ ایسا حج کہ جس میں اوّل سے آخر تک محرمات اور کبائر سے احتراز نہ ہوسکے کیا توقع ہے کہ وہ حج قبول ہوگا؟ حج مبرور کے لیے جزاء جنت بے شک ہے، لیکن حج مبرور کیسے ہوگا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مبرور کا بیان فرمایا ہے کہ: ''حج کرے اور اس میں کوئی بھی بے حیائی کا کام نہ کرے، کوئی گناہ نہ کرے، تب گناہوں سے پاک وصاف ہوگا جیسے ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب المناسک، باب فضل الحج المبرور، ج:۱،ص:۲۰۶، ط:قدیمی)

پاکستان وہندوستان کی بعض عورتیں، مصروشام وغیرہ بعض ملکوں کی عورتوں کو دیکھ کر کہ وہ بے پردہ ہیں خود بھی پردہ اٹھا دیتی ہیں اور حرم میں اس طرح آتی ہیں جیسے تمام مرد اُن کے محرم ہیں یا وہ گھر کے صحن میں پھر رہی ہیں۔ لیکن یہ انتہائی حماقت ہے۔ اگر کوئی قوم کسی گناہ میں مبتلا ہے تو اس سے وہ گناہ جائز نہیں ہوجاتا، پھر دیکھا یہ گیا ہے کہ ان کی بے پردگی یعنی چہرہ کا کھلا ہونا ایک خاص سنجیدگی اور وقار کے ساتھ ہوتا ہے، لباس بھی ان کا سر سے پاؤں تک باحجاب ہوتا ہے، پاؤں تک میں موزے ہوتے ہیں، لیکن پاکستانی عورتوں کا خصوصاً پنجاب وسندھ کی عورتوں کا لباس تو انتہائی بے حیائی کا ہوتا ہے، تمام نسوانی اعضاء نمایاں ہوتے ہیں، بے محابا سینہ تان کر چلتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ عورتیں بھی اس بے حیائی کی وجہ سے معصیت وفسق میں مبتلا ہوتی ہیں اور ان کے شوہر بھی ان کی اس بے حجابی پر گنہگار ہوتے ہیں، کیونکہ وہ ان کو مطلق منع نہیں کرتے، کوئی اصلاح نہیں کرتے، نہ روکتے ہیں، نہ ٹوکتے ہیں، یہ تو کھلی بے حیائی اور بے غیرتی ہے۔ ان سب سے بڑھ کر ایک اور عام ابتلاء یہ ہے کہ تمام عورتیں پنج وقتہ نمازوں میں مردوں کی طرح حرم میں پہنچتی ہیں، باوجودیکہ عورتوں کے لیے دروازے بھی مخصوص ہیں اور نماز پڑھنے کی جگہیں بھی متعین ہیں، مگر حج کے زمانہ میں چونکہ ازدہام بے حد ہوتا ہے، مستقل جگہ پر نہیں پہنچ پاتیں تو مردوں کے درمیان صفوں میں کھڑی ہوجاتی ہیں اور نماز پڑھنا شروع کردیتی ہیں۔

مسجد حرام اور مسجد نبوی کی نماز اور عورتیں

پہلی بات تو یہ ہے کہ جس طرح اپنے وطن میں عورتوں کو تنہا نماز گھروں میں پڑھنا افضل ہے، اسی طرح مکہ ومدینہ میں بھی عورتوں کے لیے نماز گھروں میں تنہا بغیر جماعت کے پڑھنا افضل ہے اور مکہ ومدینہ میں نماز کا جو ثواب حرم اور مسجد نبوی کا ہے وہ ان کو

گھروں پر پڑھنے میں اس سے زیادہ ملتا ہے، جو مسجد میں مردوں کو ملتا ہے۔ ایسی صورت میں حرمین شریفین میں عورتوں کو نماز گھروں میں ہی پڑھنی چاہیے۔ بالفرض کسی وقت بیت اللہ کے دیکھنے کی غرض سے یا طواف کرنے کی غرض سے مسجد حرام میں یا صلوٰۃ وسلام کی غرض سے مسجد نبوی میں آئیں اور نماز باجماعت پڑھ لیں تو ادا ہو جاتی ہے، بشرطیکہ مردوں کے درمیان نہ کھڑی ہوں۔ ایک عورت اگر مردوں کے درمیان کھڑی ہو جاتی ہے تو تین مردوں کی نماز خراب ہو جاتی ہے: دائیں بائیں کے دو مردوں کی، اس کی محاذات (سیدھ) میں جو مرد کھڑا ہے اس کی بھی، تینوں کی نمازیں فاسد ہو گئیں، بالفرض بغیر ارادے کے کوئی عورت اتفاقیہ طور پر عین نماز کے وقت صفوں کے درمیان پھنس جائے اور نکلنا دشوار ہو جائے یا طواف کرنے کے درمیان نماز کھڑی ہو جائے تو اس وقت اس کو خاموش بغیر نماز کے جہاں بھی ہو بیٹھ جانا چاہیے۔ نماز کی نیت ہرگز نہ کرے، ورنہ مردوں کی نماز بھی خراب ہوگی۔ جب امام نماز سے فارغ ہو جائے تو پھر تنہا وہیں وہ اپنی نماز ادا کرلے۔ عورتوں کو بیت اللہ کا طواف کرنے کے لیے بھی ایسے وقت میں جانا چاہیے جب نماز کا وقت نہ ہو، اس وقت نسبتاً بھیڑ بھی کم ہوتی ہے اور اگر اتفاقاً نماز کا وقت ہو جائے تو اذان ہوتے ہی جلدی جلدی طواف پورا کرکے یا طواف درمیان میں چھوڑ دیں اور جتنے شوط (چکر) رہ گئے ہیں وہ نماز کے بعد جہاں چھوڑے تھے وہیں سے پورے کردیں، یا اسی طواف کو دوبارہ کرلیں۔ بہرحال گناہ سے بچنا بے حد ضروری ہے اور بھی بہت سی کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں، لیکن ان سب میں نماز اور بے پردگی کا مسئلہ میرے خیال میں سب سے زیادہ اہم ہے۔

بہرحال حج ایک ایسا اہم فریضہ ہے جو زندگی میں بار بار ادا کرنا بے حد مشکل ہے، اس لیے چاہیے کہ مرد ہوں یا عورتیں انتہائی احتیاط کے ساتھ اس فریضہ کی ادائیگی سے سبکدوش ہوں۔

نیز یہ بھی خیال رہے کہ بعض عورتیں اپنے ملکوں میں بھی پردہ نہیں کرتیں اور گویا مستقل طور پر بے پردہ رہتی ہیں، بلاشبہ یہ گناہ عظیم ہے اور ایک فرض حکم کی خلاف ورزی ہے، لیکن انہیں بھی حج بیت اللہ کے سفر میں تو چاہیے کہ اس گناہ عظیم سے بچیں، تاکہ یہ فریضہ تو صحیح طریقے سے ادا ہو۔ آج کل بہت سی عورتیں بغیر محرم کے سفر کرتی ہیں، یہ بھی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ جس عورت کا کوئی محرم نہ ہو اس پر حج فرض ہی نہیں ہوتا، بلکہ محرم ہو بھی لیکن حج پر قادر نہ ہو یا یہ عورت اس کے مصارف برداشت کرنے کے قابل نہ

ہو تب بھی حج فرض نہ ہوگا۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ حج بھی فرض نہ ہوا اور پھر وہاں جا کر حج میں اتنی فروگزاشتیں بھی ہوں؟ جب شرعاً اس کے ذمہ حج فرض ہی نہیں ہے تو یہ حج کا سفر کیوں اختیار کیا جاتا ہے؟

نتیجہ یہ ہے کہ حجِ بیت اللہ میں حجاج کرام سے اس قسم کی کوتاہیوں اور خلاف شرع حرکتوں کی وجہ سے ہی حج کی برکتیں ختم ہوتی جاتی ہیں اور باوجود حجاج کی کثرت کے امت جس مقام پر کھڑی ہے وہاں سے روز افزوں تنزل میں جارہی ہے۔ اگر اتنی کثرت سے حجاج کرام صحیح طریقہ پر یہ فریضہ ادا کرتے اور ہم سب کا حج بارگاہِ اقدس میں شرف قبولیت سے سرفراز ہوتا تو شاید دنیا کا نقشہ ہی بدل جاتا۔ حق تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح فہم اور توفیق خیر نصیب فرمائیں۔ (بصائر وعبر، ج:۲،ص:۴۱۴ تا ۴۱۷)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

☆☆☆

www.banuri.edu.pk